بِگ بین تھیوری (میرے مطابق)

از سکندرنقوی نقشبندی

یہ بات ذہن میں اچھی طرح بٹھا لینی چاہئے کہ کوئی کام خود بخو دنہیں ہوتا۔ ہر کام کا ایک کرنے والا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک پتہ بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلتا، کوئی نہ کوئی چیز یا طاقت ہوتی ہے جو اس کو ہلنے پر مجبور کرتی ہے مثلاً ہوا وغیرہ۔ یہ بات ایک عام ذہن بھی اچھی طرح جانتا ہے مگر پھر بھی بہت سے معاملات، واقعات، حرکات و سکنات ایسی ہوتی ہیں جو ہماری سمجھ سے باہر ہوتی ہیں تو ہم کہہ دیتے ہیں کہ یہ خود بخود ہو گیا۔ جس جگہ ہماری عقل کی دوڑ ختم ہو جاتی ہے وہاں ہم جسے خود بخود ہونا کہہ رہے ہوتے ہیں وہ دراصل ایک ایسی طاقت کی طرف اشارہ کر رہے ہوتے ہیں جو ہمیں نظر نہیں آ رہی ہوتی ہے اور نہ سمجھ آ رہی ہوتی ہے۔ کبھی کبھی ہم اسے نیچر یا قدرت کہہ دیتے ہیں۔ یہ تمام اشارے ہم لاشعوری طور پر اس ذات کی طرف اشارہ کر رہے ہوتے ہیں جو ہر شہ کا خالق ہے۔ چاہے ہمارا اس پر ایمان ہو یا نہ ہو، ایمان کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں لیکن وہ ذات صرف اور صرف **اللہ** کی ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ یٰس میں فرماتا ہے۔ **إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُون O** (آیت۔82)

(وہ جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو فرماتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے)

اللہ تعالیٰ تخلیق کا کام دو طرح سے کرتا ہے۔ ایک " امر " سے اور دوسرا "خلق " سے۔ امر سے جو کام ہوتا ہے وہ " کن " کہہ دینے سے ہو جاتا ہے اور " خلق " سے جو کام ہوتا ہے وہ بتدریج مکمل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت " کن " سے ایک نور کا گولا تخلیق کیا جو دھویں یا مرغولے کی شکل میں تھا۔ جیسے جیسے اس کی حدت کم ہوتی گئی وہ ایک مادہ کی شکل اختیار کرتا گیا اور ہمارے نظامِ شمسی میں داخل ہو گیا۔ دوسرے سیاروں کی طرح اس نے بھی سورج کے گرد اپنا سفر شروع کر دیا۔ اس سیارے کو ہم زمین یا دنیا کے نام سے پہچانتے ہیں۔ اسی طرح سے ایک اور سیارہ ہمارے نظامِ شمسی میں داخل ہوا جو کہ جسامت میں زمین سے کافی چھوٹا تھا۔ وہ زمین کی مقناطیسی طاقت کی وجہ سے رفتہ رفتہ زمین کے قریب ہوتا چلا گیا اور ایک وقت ایسا آیا کہ وہ زوردار دھماکے کے ساتھ زمین سے ٹکرا گیا۔ وہ اس طرح ٹکرایا جیسے ایک گیند دوسری گیند سے ٹکراتی ہے۔ وہ سیارہ جسامت میں زمین کے مقابلہ میں بہت چھوٹا ہونے کی وجہ سے ٹوٹ کے بے شمار ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا اور وہ ٹکڑے اچھل کے زمین سے بہت دور تک چلے گئے، مگر زمین کی مقناطیسی حدود سے باہر نہیں نکل سکے اور زمین کے گرد چکر لگانے لگے۔ رفتہ رفتہ یہ ٹکڑے کششِ ثقل کی وجہ سے زمیں پر آ آ کر گرنے لگے۔

جس جگہ وہ چھوٹا سیارہ ٹکرایا تھا وہ جگہ اس سیارہ کے قطر کے سائز کے مطابق تھوڑی سی پچک گئی اور ایک پیالہ نما جگہ بن گئی۔ اس ٹکر کی وجہ سے زمین میں تین تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ ایک تو وہ تھرانے (Vibration) لگی اور دوسرے اس کے اندر بڑے بڑے کریک (Cracks) پڑ گئے۔ تیسرا یہ کہ اس میں مادہ کے چار عناصر بن گئے، آگ، مٹی، پانی، اور ہوا۔ زمین کے اندر اس کی بنیادی خصوصیت وہ حدت اور آگ تھی جو کہ ابھی پوری طرح ٹھنڈی نہیں ہوئی تھی۔ جو مادہ آہستہ آہستہ ٹھنڈا ہونے سے بنا وہ مٹی کی شکل اختیار کر گیا۔ جیسے کسی انار پر کوئی چیز ماری جائے تو اس کا رس بہہ نکلتا ہے۔ اسی

طرح زمین کے اندر پانی کے چشمے، نہریں، دریا اور سمندر بن گئے اور کچھ گیسس (Gases) بھی بنیں جو کہ مل کر ہوا کی شکل اختیار کر گئیں۔ ان چار عناصر کے بننے سے زندگی کے آثار پیدا ہو گئے۔

ٹکرانے والے سیارے کے جو ٹکڑے ٹوٹ کر زمین کے گرد چکر لگانے لگے تھے وہ رفتہ رفتہ زمین پر آ آ کر گرتے رہے اور زمین پر بہت بڑے بڑے پہاڑ بن گئے۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ زمین کی تھرتھراہٹ (Vibration) ختم ہو گئی۔
اللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ (18)وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ (19)
وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ (20)

(سورۃ الغاشیہ)

اور آسمان کی طرف (نگاہ نہیں کرتے) کہ کیسا بلند کیا گیا ہے؟۱۸۔ اور پہاڑوں کی طرف (نہیں دیکھتے) کہ کس طرح (زمین سے ابھار کر) کھڑے کئے گئے ہیں۔۱۹۔ اور زمین کی طرف (نہیں دیکھتے) کہ کس طرح (گولائی کے باوجود) بچھائی گئی ہے۔۲۰

وہ جگہ جو سیارے کے ٹکرانے کی وجہ سے پیالے کی شکل اختیار کر گئی تھی وہ مکّہ مکرمہ کی وادی ہے۔ اس جگہ سیارہ ٹکرانے کی وجہ سے زمین اس قدر سخت (Compact) ہو گئی کہ یہ پوری دنیا کی سب سے سخت زمین ہو گئی اور ایسی سخت ہوئی کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں سال گزرنے کے باوجود اور بہت کوششوں کے کے باوجود بہت مشکل سے گھاس اور ہریالی پیدا ہوتی ہے۔ سیارہ ٹکرانے کی وجہ سے جو زمین پیالے کی شکل بن گئی اس کے باہر کی جگہ ابھر کر پہاڑوں کی طرح ہو گئی۔ اسی وادی سے متصل پہاڑ جس کا نام جبلِ ابوقبیس ہے اس پر سے اس سیارے کا وہ ٹکڑا جو جل کر کوئلہ بن گیا تھا مل گیا جو بہت اہمیت کا حامل تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا اور پھر ان کو اس دنیا میں بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ ایک گھر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنایا جائے۔ جس طرح کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے گرد چکر لگا رہی ہے اسی طرح انسان بھی اللہ سے منصوب کئے ہوئے گھر کے گرد چکر لگائے اور اس کی کبریائی بیان کرے اور اپنی بندگی کا ثبوت دے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے بیت اللہ کی جگہ کی نشاندہی کی اور اس جگہ حضرت آدم علیہ السلام نے خانہ ٔ کعبہ کی تعمیر شروع کر دی جہاں اللہ تعالیٰ کا حکم تھا۔ جس جگہ سے اس گھر کا طواف شروع کرنا ہے اس جگہ کے نشان کے لئے حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے حکم سے وہ پتھر جو جبل ابوقبیس پر پڑا تھا اور دوسرے سیارے کا پتھر تھا اٹھا کر لے آئے۔ پتھر اب ٹھنڈا ہو چکا تھا اور اس پتھر کو ڈھونڈنے میں کوئی مشکل بھی پیش نہیں آئی کیونکہ وہ باقی پتھروں سے بالکل مختلف تھا۔ آپؑ نے اسے نشاندہی کی ہوئی جگہ پر نصب کر دیا جو اب حجرِ اسود کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔

(واللہ اعلم بالصواب)